80

حصولِ علم ہر احمدی کا فرض ہے

(فرمودہ ۹ رنومبر ۱۹۱۷ء)

حضور نے تشہد و تعوذ کے بعد مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت فرمائی:

ولا تقف ما لیس لك بہٖ علم ط ان السمع والبصر والفواد کلّ اولئك کان عنہ مسئولا (بنی اسرائیل: ۳۷)

چونکہ یہ زمانہ۔ زمانۂ اشاعت اسلام ہے۔ اور منشاء الٰہی یہ ہے کہ اسلام کو اپنی تمام شان کے ساتھ دنیا میں ظاہر کرے۔ اس لئے اس زمانہ کی ضرورتوں کے مطابق تبلیغ اسلام کے متعلق ضروری ہے کہ زیادہ زور دیا جائے اور اس کام کے کرنے کیلئے جو ضروریات اور سامان ہیں ان کو مشرح کر کے بیان کیا جائے تا کہ ہر شخص اس میں حصّہ لے سکے۔

حقیقتًا تبلیغ کے لئے دو۲ ہی باتیں ہیں جن کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ اوّل علمِ صحیح۔ جب تک صحیح علم کسی بات کا حاصل نہ ہو انسان خود اپنی تسلّی۔ تسکین اور تشفی نہیں کر سکتا۔ میرا مطلب تسلّی اور تسکین سے وہ حالات سکر اور نشہ نہیں جو جہالت کا نتیجہ ہوتی ہے۔ بلکہ وہ حقیقی یقین مراد ہے جس کے بغیر اطمینانِ کامل نصیب نہیں ہو سکتا۔ جہالت کا نتیجہ بھی آرام ہے۔ لیکن وہ حقیقی آرام نہیں کہلا سکتا۔ میں اس کو مثال دیکر سمجھاتا ہوں۔ مثلاً کوئی شخص ایسے جنگل میں ہو جہاں شیر پائے جاتے ہوں۔ مگر اس کے سامنے کوئی شیر نہ ہو اور نہ اس کو علم ہو کہ اس بن میں شیر ہیں تو اس کو ایک اطمینان ہو گا۔ مگر ایک دوسرا شخص ہو جس نے تمام جنگل کو دیکھ بھال کر یقین کر لیا ہو کہ شیروں

سے خالی ہے تو اس کو بھی اطمینان حاصل ہوگا۔ مگر ظاہر ہے کہ دونوں کے اطمینان میں فرق ہے۔ پہلے کا اطمینان جہالت سے ہے۔ اور دوسرے کا صحیح علم سے۔ یا مثلاً کوئی کہیں بیٹھا ہو۔ اور ایک شخص کسی جگہ اس کے اکلوتے بیٹے کو قتل کر رہا ہو۔ یا کوئی شخص اپنے کھیت پر یا مکان پر۔ یا دفتر میں ہو اور اس کی غیبت میں اس کا گھر لُٹ رہا ہو۔ کھیت جل رہا ہو۔ اس کے عزیز و اقارب پر مصیبت پڑ رہی ہو تو چونکہ اس کو علم نہیں اسلئے وہ اطمینان میں ہوگا۔ لیکن اس کا اطمینان و آرام واقعی نہیں ہے۔ بلکہ اس لئے ہے کہ اس کو پتہ نہیں اور خطرہ سے لاعلم ہے۔ یا مثلاً کسی کو کلوروفارم سنگھا کر بیہوش کر دیا گیا ہو ایسی حالت میں خواہ کسی بھی عضو کو کاٹ دو۔ اس کو اس حالت میں خبر نہ ہوگی۔ یا مثلاً ایک شخص کھانا کھاتا ہے۔ اور اس کو علم نہیں کہ اسمیں زہر کی آمیزش ہے تو وہ اطمینان اور تسلّی سے کھائے گا۔ مگر ایک دوسرا شخص ہے کہ اس کو علم ہے کہ میرا کھانا زہر سے بالکل پاک ہے۔ اب اگرچہ ان دونوں کو اطمینان ہے۔ مگر انکے اطمینان میں فرق ہے۔ ایک کا اطمینان جہالت سے ہے۔ دوسرے کا علم سے۔

پس علم کے بغیر کسی کو کیا سمجھانا ہے۔ انسان اپنے نفس میں خود مطمئن نہیں ہوسکتا۔ تبلیغ کے لئے ضروری ہے کہ ان باتوں کا علم حاصل کیا جائے جن کی تبلیغ منظور ہے۔ اب غور کرنا چاہئیے کہ ایک طرف تو قرآن سب مسلمانوں کا فرض قرار دیتا ہے کہ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران:۱۱۱) کہ تم ایک بہترین امّت ہو جو لوگوں کے نفع کے لئے نکالے گئے ہو۔ پس ثابت ہوا کہ تبلیغ ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔ ادھر قرآن فرماتا ہے لا تقف ما ليس لك به علم کہ جس بات کا تمہیں علم نہ ہو دوسروں کو مت کہو۔ ان دونوں کو ملانے سے جو نتیجہ ہم نکالتے ہیں وہ یہی ہے کہ تبلیغ ہر ایک پر فرض ہے نیز یہ بھی کہ تبلیغ کے لئے ضروری مسائل کا علم حاصل کرے۔ جن کی تبلیغ منظور ہے اگر ایسا نہیں کرتا۔ بے علمی کے ساتھ تبلیغ کرتا ہے تو خدا کے حضور پوچھا جائیگا۔

تبلیغ چونکہ ہر شخص پر فرض ہے۔ اس لئے ہر ایک شخص کا یہ بھی فرض ہے

کہ وہ دلائل بھی معلوم کرے۔

شاید بعض لوگ خیال کریں کہ اس سے تو معلوم ہوا کہ مولوی ہونا فرض ہے۔لیکن ایسا خیال کرنا غلطی ہے۔کیونکہ در حقیقت چند مسائل ہیں۔جو اصولی ہیں ان کا سمجھنا کافی ہے۔باریک در باریک باتیں۔بڑے علوم فلسفہ ومنطق طبّ وغیرہ جو لوگ پڑھتے ہیں۔ان کا تعلق دین سے کچھ نہیں۔ان کا حصول تو فروعات کے لئے مفید ہوسکتا ہے۔دین کیلئے فقط اصول کی ضرورت ہے۔زائد باتوں کی دین کے لئے اتنی ضرورت نہیں۔بڑے علوم کی جن کو تحقیق اور ان میں کمال پیدا کرنے کی ضرورت ہو وہ بیشک کریں۔یہ بھی مفید ہے۔مگر دین کا انحصار ان علوم پر نہیں۔

اسی طرح مذاہب کے مقابلہ میں چند اصولی باتیں ہیں۔اگر ان اصول کو غلط ثابت کر دیا جائے تو وہ مذاہب خود بخود باطل ہو جائیں گے۔جب دیواریں گر پڑیں تو چھت قائم نہیں رہ سکتی۔وہ خود گر پڑے گی۔سب سے اہم اصول ہوتے ہیں اگر اصول حل ہو جائیں تو فروع خود بخود حل ہو جاتے ہیں۔

اس زمانہ میں جماعت احمدیہ پر فرض مقرّر کیا گیا ہے کہ اشاعتِ اسلام کرے اور اس سچے اسلام کو دنیا تک پہنچائے جو اس کو ملا ہے۔پس مسلمانوں کے دوسرے فرقے بھی جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں محتاج ہیں کہ ان کو بھی حقیقی اسلام بتایا جائے۔کیونکہ دوسرے فرقوں کے پاس وہ اسلام نہیں جو اصل اسلام ہے۔تو ہماری جماعت نے اپنے ذمّہ لیا ہے۔بلکہ خدا نے ان کے ذمّہ ڈالا ہے کہ وہ تبلیغِ اسلام کرے۔پس جماعت کے لوگوں کو چاہیئے کہ پہلے تبلیغ کے اصل کو پورا کریں۔تمام ضروری علوم کو حاصل کریں جن کی تبلیغ کی ضرورت ہے۔غیر احمدیوں کے لئے تین چار مسئلہ ہیں۔۱۔وفات مسیح۔۲۔آمد مسیح کا ثبوت قرآن وحدیث سے۔۳۔راستبازوں کی پہچان کے معیار۔۴۔پیشگوئیوں کے متعلق خدا تعالیٰ کی سنّت کیا ہے۔۵۔ہر قسم کی نبوّت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بند ہوگئی یا کوئی قسم جاری بھی ہے۔یہ پانچ مسائل ہیں۔پہلا مسیح فوت ہو چکا ہے۔دوسرا اسی اُمّت میں سے ہے۔اس کی تائید قرآن کریم اور فلاں فلاں احادیث سے ہوتی ہے

پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا طریقہ کیا ہے۔ان سب مسائل کیلئے نسوا آیات اور احادیث سے زیادہ نہیں بنتی ہوں گی۔ان کو اچھی طرح سمجھ لے۔زیادہ سے زیادہ ایک مہینہ میں انسان بخوبی سمجھ سکتا ہے۔اگر پورا وقت نہ دے سکے صرف ڈیڑھ دو گھنٹہ بوجہ اپنے کام کاج کی مصروفیت کے دے سکے تو پانچ چھ مہینے میں اچھی طرح خوب یاد کرسکتا ہے۔اگر غور کریں تو بہت سا فرصت کا وقت محض لغو باتوں میں بہت سے ہیں جو صرف کر دیتے ہوں گے۔وہ اسی وقت کو جو ایسی باتوں میں خرچ کرتے ہیں جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔اس دین کے علم حاصل کرنے میں لگائیں تو وہ بخوبی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔اور ان کے کام کاج میں بھی کچھ حرج واقع نہیں ہوگا۔کیونکہ ضائع ہونے والا وقت ان سے مانگا جاتا ہے اگر ایسی چیز جو ضائع ہو رہی ہو۔کسی سے طلب کی جائے تو اس کو دینے میں عار نہیں ہوگا۔یا مثلاً اگر کوئی شخص زائد روٹی باہر پھینک رہا ہو کہ کوئی کتّا کھالے گا۔اگر کوئی بھوکا مانگے تو اس آدمی کو دینے میں کچھ تکلیف نہیں ہوگی۔

اگر ہر ایک شخص اپنے اوقات پر غور کر کے دیکھے تو اس کو معلوم ہو جائے گا کہ اس کا کوئی نہ کوئی وقت ضرور ضائع ہو رہا ہے۔پس اگر وہ اس کام سے فائدہ اٹھائے۔اور اس وقت میں ضروری عِلم دین حاصل کرے تو اس میں اتنی قابلیت پیدا ہو سکتی ہے کہ خواہ کتنا ہی بڑا مولوی کیوں نہ ہو وہ اس کا مقابلہ اچھی طرح کرسکتا ہے۔

ساری صرف ونحو پڑھنے کی ضرورت نہیں۔اگر کسی کو یوں علم کے طور پر پڑھنے کی ضرورت ہو تو تین چار سال میں آسکتی ہے۔لیکن ہر ایک کے لئے اتنی صرف ونحو کی ضرورت نہیں۔علوم بہت وسیع ہیں اور ہر ایک وہ چیز جو خدا کی طرف سے آتی ہے۔وہ بے حد ہی ہوتی ہے۔پس کوئی انسان نہیں جو تمام علوم کو حاصل کر سکے۔

ضرورت تو ان مسائل کی ہے جو سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔اور جن سے اسلام کا تعلق ہے۔پس ان مسائل کے لئے صرف ونحو کے بھی آٹھ دس مسائل سے زیادہ نہیں۔اردو پنجابی کے بہت سے اشعار لوگ یاد کر لیتے ہیں۔کیا یہ مشکل ہے کہ آیات۔احادیث اور ان مختصر قواعد صرف ونحو کو یاد کر لیا جائے۔ادیب کیلئے بڑے

مسائل کی ضرورت ہے۔ سو ہر شخص کو ادیب نہیں بننا۔ پس وہ لوگ جو اشعار یاد کر لیتے ہیں۔ ان کیلئے ان چند ضروری مسائل کا یاد کر لینا کونسی مشکل بات ہے۔

اگر تقسیم کر کے دیکھا جائے تو بہت تھوڑا وقت ان چیزوں پر صرف ہوگا اسی طرح عیسائیوں۔ سکّھوں۔ آریوں کے متعلق بھی چند اصولی مسائل ہیں۔ جو پندرہ بیس سے زیادہ نہیں۔ ان پر بھی اگر آدھ آدھ گھنٹہ لگایا جائے تو سارا کام ایک سال سے زیادہ کا نہیں۔ ہر ایک مسئلہ اور ہر ایک کتاب کو بالا ستیعاب دیکھنے پڑھنے کی عام لوگوں کو ضرورت نہیں۔ صرف اصولی مسائل کا علم ضروری ہے۔

جماعت کے لوگ خواہ پڑھے لکھے ہوں خواہ ان پڑھ۔ سب اس طریق سے دین کے ضروری مسائل کے عالم ہو جائیں گے۔ جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے وہ اور بھی بڑے بڑے علوم حاصل کریں۔ مگر ہر ایک شخص کے لئے موقع نہیں کہ ان علوم کو حاصل کرے۔ اگر ان چیزوں کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیا جائے تو کسی مولوی کی طاقت نہیں کہ ان کو دھوکہ دے سکے۔

چونکہ جماعت کا کام ہی تبلیغ ہے۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ جماعت کے لوگ علم کی طرف توجّہ کریں ورنہ جو لوگ علم کے بغیر لوگوں کو سمجھاتے ہیں وہ گناہ کرتے ہیں۔ کیسی بے حیائی ہے کہ خود ایک بات کا علم نہ ہو مگر کوشش یہ کی جائے کہ دوسرے کو یقین دلا دیا جائے۔ پہلے خود علم سیکھا جائے۔ بغیر اس کے کام نہیں ہو سکتا۔

صحابہ کون سے علوم کے جو آجکل مولوی بننے کیلئے ضروری سمجھے جاتے ہیں عالم تھے۔ مگر ان کو دین کا علم تھا۔ اور اس کا انہیں شوق تھا۔

احادیث سے ثابت ہے کہ جب وہ آپس میں ملتے تھے تو یہ نہیں ہوتا تھا کہ اپنے وقت کو ضائع کر دیں۔ بلکہ وہ کہتے تھے۔ آؤ بھائی دین کی باتوں سے اپنے دل کو ٹھنڈک پہنچائیں۔ انکی مجالس میں لغو باتیں نہیں ہوتی تھیں۔ بلکہ ایمان کی باتیں ہوتی تھیں اور وہ اپنی مجالس میں کہتے تھے کہ آؤ ایمان کی باتیں کریں [1]۔ تو ان کو دین کا شوق تھا اور وہ سیکھتے تھے۔

---

[1] :- بخاری کتاب الایمان باب بنی الاسلام علی خمس۔

پس صرف ونحو کے مسائل اتنے سیکھ لو جتنے دین کے لئے ضروری ہیں۔ باقی وہ سیکھیں جنہیں زبان عرب میں کمال حاصل کرنا ہو۔ کیونکہ دین سے اس کا چنداں تعلق نہیں۔

بعض لوگ اس سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ان کو جب کہا جاتا ہے تبلیغ کرو تو کہہ دیتے ہیں کہ علم نہیں۔ یہ تو مولویوں کا کام ہے۔ یہ ان کا کہنا درست نہیں کیونکہ سارے علوم اور تو اور نبی بھی نہیں جانتے۔ زراعت کے متعلق ایک دفعہ نبی کریمؐ سے پوچھا گیا۔ آپؐ نے رائے دی۔ اس سے فصل اچھی نہ آئی۔ عرض کیا گیا فرمایا انتم اعلم بامور دنیاکم [1]۔ میں اس علم کو نہیں جانتا۔ تم خود ہی اس کو خوب جانتے ہو۔ سارے مسائل نہیں آتے تو کوئی نہ کوئی مسئلہ ضرور آتا ہی ہوگا مثلاً وفاتِ مسیح کا ہوگا یا آمد مسیح کا۔ یا راستبازوں کے معیاروں کا۔ یا نبوّت کا یہ غلط ہے کہ کوئی بھی مسئلہ نہ آتا ہو۔ جو آتا ہے اسی کی تبلیغ کرے۔ اسکو کون کہتا ہے کہ وہ سارے مسائل کی تبلیغ کرے۔ لیکن یہ قصور کس کا ہے کہ اس کو دینی مسائل سے واقفیت نہیں۔ اسکا فرض تھا کہ وہ سیکھتا۔ یہ کوئی جواب نہیں کہ مجھ کو نہیں آتا۔ ماں کے پیٹ سے کون سیکھ کے آتا ہے۔ علوم سیکھنے سے ہی آتے ہیں۔ وضوء کا مسئلہ ہے۔ یہ نہیں کہ وضو کیا کرایا پیدا ہو۔ بلکہ انسان سیکھتا ہے تو آتا ہے۔ وضو کا حکم نماز میں ہی داخل ہے۔ جو نماز پڑھتا ہے اسکو وضو کا علم ہونا چاہیئے۔ اب اس پر فرض ہے کہ دوسروں کو سکھائے۔ ہر ایک کا فرض ہے کہ جو اس کو آتا ہو دوسروں کو سمجھائے۔ اگر ان مسائل میں شک پڑے جن کا اسے علم نہیں تو اسکی ہتک نہیں۔ اگر کہہ دے کہ مجھ کو ان مسائل میں واقفیت نہیں۔ اس کہنے سے خدا کے حضور گناہ کا مرتکب نہیں ہوگا۔

غرض اس زمانہ میں تبلیغ فرض ہے۔ اور ہمارا فرض ہے کہ اس فرض کو پورا کریں۔ جس کا طریق ایک یہ ہے کہ پہلے علم ہونا چاہیئے۔ دلائل خوب یاد ہوں۔ تا کہ دشمن پر حجت کریں۔ میں نے بتایا تھا کہ دو باتیں تبلیغ کے لئے ضروری ہیں۔ آج صرف پہلی بیان ہوئی ہے۔ دوسری انشاءاللہ آئندہ بیان کروں گا۔

(الفضل ۱۷ نومبر ۱۹۱۷ء)

---

[1] :۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب وجوب امتثال ما قالہ صلعم شرعاً۔